(قسط ۵۷) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۲۔۸۳ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

نفاذ اسلام کا مختصر راستہ اسلامی شورائی نظام نہ کہ لادینی مغربی جمہوریت، وفاقی کونسل میں شرکت پر وضاحت:

یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ بمطابق فروری ۱۹۸۲ء: صدر پاکستان کی نامزد کردہ وفاقی کونسل یا مجلس شوریٰ تشکیل پاچکی ہے اور اس کے حسن وقبح دونوں پہلوؤں پر ملک بھر میں سیر حاصل گفتگو ہوچکی ہے۔ اس کونسل میں بلا کسی ادنیٰ طلب یا پیشگی مشورہ کے ناچیز کا نام بھی شامل کردیا گیا ہے، جس پر بہت سے احباب کو شکوہ آمیز حیرت اور اہل علم اور ارباب دین کی بہت بڑی اکثریت نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ اور ہر لحاظ سے بے مایہ اور کم سواد ہونے کے باوجود بزرگوں کی نسبت اور ایک دینی وعلمی ادارہ کے ادنیٰ خادم ہونے کے حوالہ سے بے پناہ توقعات اور امیدوں کا بھی اظہار کردیا ہے۔ ایسے پیغامات، خطوط اور مراسلات جن کا لامحدود سلسلہ تاحال جاری ہے کو دیکھ کر ناچیز اپنے اس احساس مسئولیت میں دب کر رہ جاتا ہے، جسے میں کونسل کی تشکیل کے اعلان کے پہلے ہی دن سے شدت سے محسوس کرتا رہا ہوں۔ میرے نزدیک ایسے حالات میں یہ ذمہ داری مبارک باد اور خوشی سے بڑھ کر آزمائش اور ابتلاء کا مقام ہے، جس سے سرخرو ہونے کے لیے ہر دم

اور ہر لحظہ مجھے مخلص احباب اور دینی درد سے سرشار مسلمانوں کی دلی دعاؤں، مخلصانہ مشوروں اور بے لاگ تنقید سے رہ نمائی کی ضرورت ہے، جو میرے لیے اس نازک صورت حال میں بہت بڑا سہارا ہیں۔

جہاں تک مجلس شوریٰ کی عدم افادیت یا غیر جمہوری حیثیت کا مسئلہ ہے۔ اور مغربی سیاست و جمہوریت کا جو تصور ہمارے ہاں ایک طاعون کی طرح پورے ماحول پر چھا چکا ہے۔ اس کے جواب میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے، مگر یہاں صرف اہل علم اور علماء کے نکتۂ نظر سے (کہ ناچیز کو بھی اہلیت نہ ہونے کے باوجود اسی زمرے میں گنا جاتا ہے) چند اشارات پر اکتفاء کرتے ہوئے اتنی گذارش ہے کہ علماء حق اور دین اسلام کے غلبہ و نفاذ کے درد سے سرشار افراد کی سیاست برائے سیاست نہیں ہوتی، نہ ان کا مطمح نظر یورپ کی مروجہ لادینی جمہوریت ہے، بلکہ سارے مساعی اور کوششوں کا محور و مقصد کلمۃ اللہ کی سربلندی اور کتاب و سنت کی ہر شعبۂ زندگی میں بالادستی ہے۔ اسی کے لیے مرنا اور اسی کے لیے جینا مقصود حیات اور فریضۂ منصبی ہوتا ہے ؎

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ہر جا کہ کنیم سجدہ بران آستاں رسد

اس مقصد تک پہنچنے کے لیے حالات، ماحول، وسائل، منصوبوں، تدابیر کا ہر لحظہ جائزہ اور ہر لمحہ مستقبل کی منصوبہ بندی کے ساتھ طرزِ عمل اختیار کرنا ایمان و یقین اور عقل و دانش کا تقاضا ہے۔ کون سا راستہ طویل ترین ہے اور کون سا مختصر؟ کس طریق کار میں رکاوٹیں زیادہ اور کس لائحۂ عمل میں کم ہوسکتی ہیں؟ کون سا طریق اقرب الی الحق ہے اور کون سا محض سیاسی گروہ بندی، تعصّبات یا مخالفت برائے مخالفت کی وجہ سے منزل سے دور کرتا ہے؟

O

اس وقت لادینی عناصر اور جماعتوں کی طرح بعض دین دار جماعتوں اور غلبۂ اسلام کے لیے سرگرم عمل افراد کا بھی ایک ہی نعرہ ہے کہ مروجہ مغربی جمہوریت کے ذریعہ انتخابات اور اسمبلی میں پہنچ کر اسلام کے نفاذ کے لیے جدوجہد۔ مگر کیا واقعتاً دنیا میں یہ راستہ ہمیں لیلائے مقصود اسلامی نظام سے ہم کنار کرسکتا ہے؟ وہ جمہوریت جو محض اکثریت کو قانون سازی اور حاکمیت کا واحد حق دار سمجھتی ہے، اہل علم اور دین دار کبھی انتخابات کے ذریعہ وہ واضح اکثریت حاصل کرسکتے ہیں؟ اس کے لیے معاشرہ کا عمومی جائزہ، عامۃ الناس کے کردار اور اپنی وابستگیوں سے صرف نظر کردینا انتہائی بے بصیرتی ہے۔

سوسال میں بھی اسلامی جماعتوں کی واضح اکثریت محال

میری نہایت محتاط رائے ہے کہ اگلے سوسال میں بھی ہم لوگ مروجہ انتخابات کے ذریعہ اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم لادینی جماعتوں سے لاکھ اتحاد کریں۔ انتخاب ہوتے ہی یہ اتحاد دین اور لادینیت بالفاظ دیگر کفر والحاد اور اسلام وشریعت کے دو متحارب کیمپوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دو چار علماء منتخب ہو بھی جائیں تو اسمبلی میں ان کا مصرف صرف وعظ وتبلیغ ہو کر رہ جاتا ہے۔ بہت سے احباب نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ موجودہ مجلس شوریٰ تو قانون سازی کے سلسلہ میں بے بس ہے۔ پھر اس کی افادیت کیا؟ مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مروجہ جمہوری طریقوں سے جو قانون ساز اسمبلی تشکیل پا جائے گی، اس میں چند گنے چنے علماء ارکان کے ہاتھ میں کون سی قانون سازی آجائے گی، وہ تو پھر بھی لادینی اکثریت کے ہاتھ ہی میں ہوگی۔ وہ تو آیندہ بھی سود، زنا اور فحاشی جیسے صریح منکرات کے بارہ میں آپ کی قراردادوں کو ایک خندۂ استہزا کے ساتھ مسترد کرتی رہے گی۔ دینی اقدار کا مذاق اڑائے گی اور آپ کو کوٹھے پر جا کر رقص وسرود کے ذریعہ روحانی جلاء حاصل کرنے کی تلقین کرے گی۔

O

اس مادر پدر آزاد جمہوریت میں قانون سازی کا حق ہوگا بھی تو اوروں کو، علماء حق کو نہیں۔ پھر ہمیں دشمن کے ہاتھ قانون سازی کی تلوار تھما دینے کی اتنی بے چینی کیوں ہے، جب کہ موجودہ مجلس شوریٰ میں ایسا کوئی لادینی اختیار اس کی اکثریت دین کے خلاف استعمال نہیں کر سکتی۔ پھر جس اسمبلی کو ہم جمہوری کہیں گے، کیا اس کے جماعتی ارکان اپنی جماعتی وابستگیوں، منشور، ایڈوائس اور پارٹی کی ہدایات سے آزاد ہوں گے؟ ہرگز نہیں، جب کہ وہاں ہر رکن کے ایمان وضمیر پر جماعتی فسطائیت کے تالے لگے ہوتے ہیں۔ کوئی کتنا ہی مؤمن ہو، اسے سوشلزم یا مغربی اباحیت کے شرم ناک اقدامات کے حق میں ووٹ دینا پڑتا ہے (جس کی مثال پچھلے عوامی اسمبلی کی شکل میں ہمارے سامنے ہے)

O

سوال یہ ہے کہ عام سیاست دانوں کو ایسے اسمبلی سے فائدہ ہو یا نہ ہو، ہم لوگ جن کا اوڑھنا بچھونا اسلام ہے اور جن کا مقصود ومطلوب اس سارے جہد و جہاد کا غلبۂ اسلام ہے، ہمارے لیے وہ راستہ اختیار کرنا طویل ترین ہے یا موجودہ شورائی نظام جس کے ارکان جماعتی بندھنوں سے آزاد ہیں، جنہیں اقتدار کی طرف سے لادینیت کی نہیں، دینی حالات اور فضا پیدا کرنے اور اسلامی نظام کی طرف پیش رفت پر مبنی مشوروں کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے اور جن کو اہل علم ارکان کی دلائل پر مبنی مخلصانہ رہ نمائی دینی امور پر متفق بھی کر سکتی ہے، جس کا مظاہرہ اسلامی نظام کے بارہ میں (میرے پیش کردہ) منظور شدہ متفقہ حالیہ قرارداد کی صورت میں ہوا

اور جس کے دینی معیار پر پورے نہ اترنے والے ارکان بھی الناس علی دین ملوکھم کے تحت اوروں سے بڑھ چڑھ کر اسلامی نظام سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں۔

O

چلیے فرض کر لیجیے موجودہ مجلس شوریٰ بالکل ناقابل برداشت اور غیر اسلامی ادارہ ہے تو طبقۂ علماء اور دینی جماعتیں جو داخلی اور بیرونی حالات کے اس پرخطر گرداب میں پھنس کر رہ گئی ہیں۔ آخر ان کی ڈیوٹی کیا رہ جاتی ہے کیا یہی کہ وہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائیں یا بدقسمتی سے جماعتی جوڑ توڑ، خلفشار اور روز افزوں بعد و افتراق کا تماشہ دیکھتے رہیں۔ اور اسلام کے لیے جو رہا سہا میدان میسر آتا ہے، جہاں آپ حق کی صدا بلند کر سکتے ہیں اور اگر جماعت کی آستینیں بتوں سے لبریز ہیں تو اس وجہ سے آپ لاإله إلاالله کی اذان دینے سے بھی بائیکاٹ کر دیں کہ ہمیں تو بائیکاٹ ہی کرنا ہے۔ یا اس دن کے انتظار میں ہوں گے کہ کوئی ایسا ایوان ظہور مہدی علیہ السلام کے بعد تشکیل پائے گا جس کی سو فیصدی اکثریت صلحاء، علماء اور متقین کی ہوگی تب ہم اپنے فرائض منصبی کے لیے میدان میں اتریں گے، جب کہ ایسے ایوان میں جانے ضرورت ہی پھر کیا رہے گی؟ یا پھر اس وقت تک ہماری ساری تگ و دوان طاقتوں کی ہم نوائی یا انہیں نئی زندگی بخشنے تک محدود رہے گی جن سے ایک طویل اور مثالی جہاد کے بعد ہم نے گلوخلاصی حاصل کی اور جو اپنے دور میں شر و بدی، ظلم و عدوان، کفر والحاد اور گناہ کی ''سمبل'' بن چکی تھیں اور جو آیندہ بھی خیر و بھلائی، حق و صداقت، دین اور اقدار دین کی اس طرح دشمن ہی رہیں گی جیسے وہ روز اول سے تھیں اور جن کے دبنے کی وجہ سے اور کچھ بھی نہ ہوا تو ننگا ناچنے والا ابلیس پس پردہ چلا گیا اور بدی کی طاقتیں مغلوب ہو کر رہ گئیں ہیں۔ ایسی طاقتیں جب علماء حق اور اہل حق کے کاندھوں پر سوار ہو کر ایک بار پھر اوج اقتدار تک رسائی پائیں گی، ان کا اولین نشانۂ انتقام جو لوگ ہوں اس کا اندازہ معمولی بصیرت سے لگایا جا سکتا ہے۔

O

بہر حال بات مجلس شوریٰ کی ہو رہی تھی۔ اب جب کہ صحیح یا غلط یہ ادارہ تشکیل پا چکا ہے اور اس کے نامزد ارکان نے ایک بڑے چیلنج کو دین و ملک کی خاطر قبول کر لیا ہے، تو اس ادارہ کی ذمہ داری عنداللہ نہایت نازک ترین ہے۔ ان کے تمام ارکان کا بالعموم اور اہل علم علماء ارکان کا اولین فریضہ ہے کہ وہ ہر طرح کے گروہی تعصّبات، ذاتی نظریات، مادی مفادات اور سیاسی مقاصد کو قطعاً بالائے طاق رکھ کر اور بلا خوف لومۃ لائم حق کہیں اور حق کے لیے لڑیں۔ مخلصانہ جذبہ اور للّٰہیت پر مبنی حکمت عملی کو ملحوظ نظر رکھیں۔ پہلے بھی اسمبلیوں میں ہمارے مٹھی بھر اکابر کے ہاتھ میں تلوار تھی نہ ان کی اکثریت، مگر خالص کلمۃ اللہ کی سربلندی اور فریضۂ

اعلاءِ حق کے لیے انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس میدان سے سرخرو ہو کر نکلے۔ اب بھی خدائے کریم (جو دلوں کے بھید جانتا ہے) سے یہی توقع ہے کہ وہ اپنی توفیق سے دست گیری کرے گا اور حق و صداقت کے امور میں پردۂ غیب سے ہر دم اور ہر لحظہ پورے ایوان (مجلس شوریٰ) کی رہنمائی کرتا رہے گا۔
و ما ذلك على الله بعزيز

و الله يقول الحق و هو يهدي السبيل

مولانا حبیب اللہ کی دعوت پر دورہ تنگی چارسدہ کا سفر اور مولانا شمس الحق افغانی کی عیادت:

۱۲ر رجب ۱۴۰۲ھ بمطابق ۶ مئی ۱۹۸۲ء کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا حبیب اللہ جان فاضل حقانیہ کی دعوت پر تنگی چارسدہ کا سفر کیا، اور وہاں کے دینی مدرسہ میں درس قرآن کے اختتامی تقریب میں شرکت فرمائی، اس موقع پر بڑی تعداد میں علماء و متعلقین اور عام مسلمان موجود تھے۔

تقریب سے احقر نے بھی فضیلت علم پر خطاب فرمایا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے شام کو واپسی پر مدرسہ تعلیم القرآن عمرزئی کے قاضی فضل منان، قاضی فضل دیان فضلائے حقانیہ کے دولت کدہ پر بھی تھوڑی دیر قیام کیا، دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کے فضلاء حقانیہ مولانا گوہر شاہ صاحب، مولانا غلام محمد صادق وغیرہ کی خواہش پر چند لمحے ان کے ہاں بھی ٹھہرے، اور ترنگ زئی میں حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ کے مکان پر ان کی عیادت بھی فرمائی، آپ ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔

مولانا میاں محمد جان آف غلجی کنڈر خیل پشاور کی رحلت

۱۲ مئی ۱۹۸۲ء بروز بدھ سرحد کے ایک ممتاز مخلص بزرگ مولانا میاں محمد جان صاحب مرحوم بانی مدرسہ حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل پشاور کا وصال ہوا، جو ایک مثالی صاحب زہد و تقویٰ نمونۂ سلف بزرگ تھے، نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھایا، اس موقع پر تعزیتی خطاب بھی فرمایا، دارالعلوم سے کثیر تعداد میں اساتذہ و طلبہ نے بھی شرکت کی۔

جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کی تقریب میں شرکت

۲۸ر مئی جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی کے تقسیم اسناد کی تقریب میں حضرت والد ماجد نے جناب قاری سعید الرحمٰن کی دعوت پر شرکت فرمائی، اور حفظ قرآن کی فضیلت پر خطاب فرمایا، اس تقریب میں مرکزی وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق صاحب بھی شریک تھے، خطبہ جمعہ سے قبل احقر نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا کی رحلت پر تعزیت وایصال ثواب اور ختم بخاری شریف

جون ۱۹۸۲ء بمطابق ۲؍شعبان ۱۴۰۲ھ: کو بعد از نماز عصر جامع مسجد دارالعلوم میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ختم بخاری شریف کی تقریب میں فارغ التحصیل طلبہ کو قیمتی نصائح اور نہایت اہم ہدایات اور مشوروں سے نوازا، تقریر کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہ العزیز کے سانحہ ارتحال پر تعزیتی خطاب فرمایا، اور مرحوم کے رفع درجات کی دعائیں کی گئیں، نماز عصر سے قبل تمام طلبہ نے قرآن مجید ختم کر کے حضرت مرحوم کو ایصالِ ثواب کیا، ختم بخاری شریف کا بھی حضرت قدس سرہ اور دیگر مشائخ کے لئے ایصالِ ثواب کیا گیا، دارالعلوم میں حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی کی وفات کی اطلاع شدید رنج وغم سے سنی گئی، بقیۃ السلف اور خادم حدیث نبوی کی جدائی سے ہر طرف سناٹا چھا گیا، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اور احقر کی طرف سے پاک وہند میں حضرت قدس سرہ کے قریبی حضرات علم وفضل کو تعزیتی خطوط بھی بھیجے گئے۔

سالانہ امتحانات

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات ۱۲ شعبان بمطابق جون ۱۹۸۲ء کو بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئے، امتحانات تقریباً دو ہفتے جاری رہے، دورۂ حدیث اور شعبہ حفظ وتجوید کے امتحانات وفاق المدارس نے لئے جن کی طرف سے مولانا مجاہد خان الحسینی فاضل دیوبند نگران تھے، غیر وفاقی درجات کے امتحان مدرسہ کے اساتذہ نے تقریری اور تحریری طور لیا۔

حضرت شیخ الحدیث کے ماموں مولانا امیر اللہ خان کی جدائی

۷؍جون ۱۹۸۲ء کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے سگے ماموں جناب مولانا امیر اللہ خان صاحب کا انتقال ہوا، چند دن کی علالت کے بعد مردان کے سنٹرل ہسپتال میں صبح ۸ بجے وصال ہوا، تجہیز وتکفین ان کے گاؤں جہانگیر آباد نزد کلپانی، اسٹیشن تحصیل مردان میں ہوئی، جو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا ننھیال ہے، جنازہ حضرت مدظلہ نے پڑھایا، اور تمام اعزہ واقارب نے بڑی تعداد میں شرکت کی، مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے جناب نصر اللہ خان اور جناب محمد سراج ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کو درجات عالیہ سے نوازے۔

تعلیمی سال کا آغاز مولانا عبدالرحمٰن کی بحیثیت مدرس تعیناتی

۱۰؍شوال ۱۴۰۲ھ، اگست ۱۹۸۲ء کو نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا، اور بڑے جوش وخروش سے قدیم اور جدید طلبہ نے داخلہ لیا۔

۲۴؍شوال کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے دارالحدیث میں ترمذی شریف کے درس اور ختم کلام پاک سے افتتاح ہوا، افتتاحی خطاب میں حضرت نے طلبہ کو دوران تعلیم کے فرائض وآداب پر متوجہ فرمایا، اس سال

اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کوہستانی کا اضافہ کیا گیا، سبکدوش ہونے والے استاذ کی جگہ ان کی تقرری عمل میں آئی، اور اب وہ اعلیٰ فنون کی کتابیں پڑھا رہے ہیں،

مؤتمر المصنفین کے تصنیفی کام کی معاونت اور شیخ الحدیث کے امالی پر کام کیلئے مولانا عبدالقیوم حقانی کا تقرر

اسی طرح مولانا عبدالقیوم حقانی فاضل جامعہ حقانیہ کی تقرری بھی مؤتمر المصنفین کے تصنیفی کام کے علاوہ ایک آدھ گھنٹہ اسباق میں بھی پڑھائیں گے۔آپ کے ذمہ اصل کام حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی امالیٔ ترمذی کی صفائی وترتیب کا ہے، جوموصوف احقر کی نگرانی اورتعاون واشتراک سے شروع کر چکے ہیں، صاف شدہ مسودہ بعدازعصر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کوسنایا جاتا ہےاور حضرت اس میں ترمیم واضافہ اور مکمل نظرثانی فرمارہے ہیں۔

حقائق السنن شرح جامع السنن کے نام سے اس عظیم الشان شرح کا آغاز ہو چکا ہے، کتاب کے افتتاح کیلئے احقر نے پچھلے سال ۱۰رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور تمام اساتذہ کو دفتر الحق میں زحمت دی تھی ،اور حضرت مدظلہ نے اپنے مبارک دستخط اور خطبہ مبارک لکھ کر اور سب اساتذہ نے مل کر اس کی تکمیل کی ،توفیق کی دعا فرمائی۔

دارالحفظ میں تعلیم وتدریس کا آغاز

دارالحفظ والتجوید میں بھی بحمداللہ تعلیم وتدریس کا کام باحسن طریقہ شروع ہوگیا ہے،اس وقت صرف شعبہ حفظ میں اسّی بچے زیر تعلیم ہیں جن میں سے تقریباً ۵۰ طلبہ کی رہائش بھی دارلحفظ میں ہے تین جید قراء وحفاظ تدریسی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔

پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی آمد

۳رستمبر: صبح نو بجے پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب پروفیسر طاہر خیلی صاحب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے دیگر معزز ارکان کے ساتھ دارالعلوم تشریف لائے، میرے بھائی پروفیسر محمود الحق حقانی صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے، احقر نے معزز مہمانوں کو دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا، جناب وائس چانسلر صاحب دارالعلوم کے وسیع تعلیمی واشاعتی کام اور تعمیرات کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے ، دارالعلوم کو تین ہزار روپیہ بھی پیش فرمایا، اور دونوں تعلیمی اداروں کی ہر طرح کے باہمی ربط وتعاون کی مخلصانہ پیش کش بھی فرمائی۔

مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس

ستمبر۱۹۸۲ء: کتب خانہ کے وسیع ہال میں مجلس شوریٰ دارالعلوم کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب حاجی طاؤس خان صاحب جہانگیرہ منعقد ہوا، تلاوت کلام جناب مولانا عبدالخالق خطیب کوہ نور ملز راولپنڈی نے

فرمائی، اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے استقبالیہ کلمات میں اراکین کا خیر مقدم کرتے ہوئے حفاظت دین اور مدارس عربیہ کی تاریخ پر روشنی ڈالی آپ نے فضلاء حقانیہ کی وسیع وہمہ گیر خدمات اوردارالعلوم کے ایک نئے شعبہ دائرۃ المعارف القرآنیہ''(دارالحفظ والتجوید) کے قیام پر بھی خداتعالیٰ کا شکریہ ادافرمایا، اس کے بعد احقر نے دارالعلوم کی سالانہ کارگذاری مصارف اورمدات آمدوخرچ پر مفصل رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ سال گذشتہ دارالعلوم کومختلف مدات سے بارہ لاکھ سولہ ہزارترانوے روپے اکسٹھ پیسے کی آمدنی ہوئی، جبکہ مختلف شعبوں پر بارہ لاکھ اکتیس ہزارایک سواکتالیس روپے اٹھاسی پیسے خرچ ہوئے، سال رواں کیلئے گیارہ لاکھ پچاسی ہزارآٹھ سواٹھانوے روپے بیس پیسے کا میزانیہ پیش کیا۔

ارکان شوریٰ نے بجٹ پر اطمینان کا اظہار کیا، اورمنظوری فرمائی، اس کے بعد حضرت والد ماجد مدظلہ نے گذشتہ سال وفات پانے والی عالم اسلام کی اہم دینی وعلمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور دیگر وابستگان دارالعلوم کیلئے دعائے مغفرت کی۔

سندات وفاق کا معادلہ صدر ضیاء الحق سے تبادلۂ خیال

۱۳ ؍ستمبر کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد میں جناب وزیر تعلیم محمد علی خان ہوتی کی صدارت میں معادلہ اسناد مدارس کمیٹی کا اجلاس ہوا، احقر نے بحیثیت رکن کمیٹی اس اجلاس میں شرکت فرمائی، اجلاس ۹ ؍بجے سے ایک بجے تک جاری رہا، اختتام پر ظہرانے میں جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب بھی شریک ہوئے اور تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک ارکان کمیٹی سے تبادلۂ خیال کیا، فضلاء مدارس عربیہ کے سند کو ایم اے کے برابر کردینے کے سلسلہ میں کئی امور کو حتمی شکل دی گئی اور تفصیلات طے کرنے کیلئے وفاق المدارس اور تنظیم المدارس کے زعماء سمیت ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

احقر کا سفر حج

۲۰ ؍ستمبر ۱۹۸۲ء: کو احقر اسلام آباد سے عازم جدہ ہوا، روانگی کے وقت تمام طلبہ نے الوداع کہیں اور دعاؤں سے دارالحدیث میں جمع ہوکر نوازا۔

کلیۃ القرآن واستاد جامعہ مدینہ کی آمد

یکم ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ: پرنسپل کلیۃ القرآن والدراسات الاسلامیہ واستاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جناب الشیخ بلال دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے بعداز نماز عصر آپ نے طلباء سے خطاب بھی فرمایا۔

مولانا انظر شاہ کشمیری کی تشریف آوری اور طلباء سے خطاب

دارالعلوم دیوبند کے عظیم محدث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا انظر شاہ

کشمیری رحمہ اللہ دیوبند سے تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے ملاقات کی، دوران گفتگو دارالعلوم دیوبند کے ماضی میں زبردست تاریخی کردار، اکابر اساتذہ کرام، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ، حضرت مدنی رحمہ اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ اور ان کے تدریسی، تصنیفی، علمی اور مجاہدانہ کارناموں، کا تذکرہ رہا، طلبہ کی خواہش پر مولانا انظر شاہ مدظلہ نے دارالحدیث میں ان سے خطاب بھی فرمایا تقریر کے اختتام پر دارالحدیث میں یہ منظر دیدنی تھا، کہ مولانا موصوف حضرت شیخ الحدیث سے اجازت حدیث کی درخواست کررہے تھے، اور حضرت کا اصرار تھا کہ میں اس کا اہل ہی نہیں، مولانا کا اصرار ہی رہا، بالآخر حضرت نے اجازت حدیث مرحمت فرمائی۔

۱۰/اکتوبر ۱۹۸۲ء: کی شب کو زیارت حرمین الشریفین کی سعادت سے مشرف ہوکر اسلام آباد واپسی ہوئی۔

۱۱/اکتوبر ۱۹۸۲ء: دوسرے دن وفاقی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے بعد شام ۴ بجے دارالعلوم آیا، باہر سڑک پر تمام اساتذہ وطلبہ نے سینکڑوں تعداد میں دورویہ کھڑے ہوکر استقبال کیا، استقبال کے بعد دارالحدیث میں سب نے جمع ہوکر ناچیز کا خیر مقدم کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تمام حاضرین کے لئے دعا فرمائی۔

اے زائر بیت الحرم خوش آمدی!!

(۱۱/اکتوبر ۱۹۸۲ء کو احقر کی واپسی پر دارالحدیث ہال کے استقبالیہ تقریب میں مولانا ابراہیم فانی صاحب نے ذیل کا استقبالیہ نظم سنایا)

حج بیت اللہ سے واپسی پر حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب کو جذبات سپاس وتبریک

مرحبا اے زائر الحرم خوش آمدی　　مرحبا اے اوستاد محترم خوش آمدی
مرحبا از مسکن محبوب رب العالمین　　مرحبا از مدفن رب العالمین
مرحبا از مولدِ شمس الہدیٰ بدر الدجیٰ　　مرحبا از مرقد خیر الوریٰ صدر العلیٰ
مرحبا اے نور چشم شیخ ومولائے ما　　حج تو مبرور افتد بر درِ مولائے ما
مرحبا خوش آمدی از مہبط روح الامین　　از حریم مکہ واز وادی بطحائے ما
مرحبا از روضۂ ختم الرسل محبوب کل　　وز ریاض رشک جنت جنۃ الماوائے ما
مرحبا از کوئے آں یارے نگارے خوشترے　　آں حبیب وآں طبیبِ جملہ علتہائے ما
مرحبا از جلوہ زار کعبہ وام القریٰ　　آں خنک شہریکہ بروے جان ودل شیدائے ما
رحم کن مولا بفانیؔ عاجز وبے چارۂ　　بر طفیل مصطفیٰ آں شاہد زیبائے ما

مرحبا ازمسجد خیرا لوریٰ صدر العلیٰ   مرحبا ازمورد شمس الہدیٰ بدرالدجی
مرحبا ازموطن محبوب رب العالمین   مرحبا ازگلشن محبوب رب العالمین
از دیار سیدفخرامم خوش آمدی   مرحبا اے صاحب معجزقلم خوش آمدی

ہدیہ تبریک منجانب حافظ ابراہیم فانی، مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۱؍اکتوبر ۱۹۸۲

ڈاکٹر مصلح الدین کی آمد

۱۲؍اکتوبر ۱۹۸۲ء: کومشہور محقق اورسکالر جناب ڈاکٹر مصلح الدین مشیر صدر پاکستان برائے دینی تعلیم (سابقاً مقیم حیدرآباد دکن انڈیا) تشریف لائے، دارالعلوم کے دفتر میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی اورحضرت سے فلسفہ وریاضی کے اہم مباحث پرگفتگو کی اورمحظوظ ہوئے، مؤتمر المصنفین، دفترالحق، کتب خانہ، درسگاہوں، رہائشگاہوں اوردارالحفظ کا معائنہ فرمایااورپھرمیرے ہمراہ میں دارالعلوم کے شعبہ مڈل سکول کی کلاسوں میں بھی گئے اوردارالعلوم کے کاموں پر دلی مسرت کا اظہار فرمایاانہوں نے اپنے تاثرات میں لکھا۔

’’اس درسگاہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کاانتظام نہایت ہی پرخلوص اشخاص کے ہاتھ میں ہے،اورطلبہ کی رہائش کا اہتمام بوجوہ احسن انجام پارہاہے‘‘۔

چینی علماء اور مسلمانوں کا ورود

۱۳؍اکتوبر کوچینی مسلمانوں کاایک وفد جوفریضہ حج کی ادائیگی کے بعد پاکستان آیاہے،اورجوآج کل ملک کادورہ کررہاہے، پروگرام کے مطابق دارالعلوم حقانیہ آیا،حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ اس وقت ترمذی شریف کادرس دے رہے تھے،وفد کے ارکان پہنچنے کے بعد والہانہ طور پرسیدھے دارالحدیث میں تشریف لے گئے اورحضرت کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل کی،درس حدیث سے فراغت کے بعد مہمانوں نے حضرت مدظلہ سے پرتپاک مصافحہ کیا۔

چینی مسلمانوں سے شیخ الحدیث کا خطاب

اس کے بعد دارالعلوم کی طرف سے استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی ،جس میں اساتذہ اورطلبہ نے شرکت کی،حضرت مدظلہ نے استقبالیہ کلمات میں فرمایا۔

> ’’آج یہ ساعت نہایت خوشی ،مسرت ،اورشادمانی کی ساعت ہے،کہ اس ملک سے جس کے بارے میں اطلبوا العلم ولو کان بالصین کہاگیاہے کےمعززعلماء اورمسلمان تشریف لائے ہیں چین جیسا وسیع اور بڑا ملک پاکستان کے ساتھ بہترین ومضبوط تعلقات اورحد

سے زیادہ دوستی ومحبت کے رشتہ میں منسلک ہے، یہی وجہ سے کہ چین نے آپ جیسے قابل، لائق اور فائق اہل علم حضرات کو پاکستان کے مسلمان بھائیوں سے ملنے اوران کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا ہم بھی آپ حضرات کے حالات معلوم کرنے کے آرزومند تھے اس ضمن میں دوسال قبل میرا لڑکا سمیع الحق بھی چین گیا تھااور مسلمانوں کے حالات اورتفصیلات وہ مجھے سناتے رہے اورآپ لوگوں کے دوردراز علاقوں میں جاکر وہ بے حد خوش تھا، ہماری حسرت تھی کہ ہم اپنے ان بھائیوں کودیکھیں، اورملاقات کریں تو آپ حضرات کا ہم پر حد سے زیادہ احسان ہے کہ آپ نے قدوم میمنت سے مشرف فرمایا،ہم آپ کی آمد کے بہت شکرگذار اورممنون ہیں، حضرت مدظلہ العالی نے افغانستان کی جنگ آزادی میں چین کے تعاون پرحکومت کو بے حد سراہا اوردعا فرمائی، کہ پاک چین تعلقات اورمضبوط ہوں اور یہ طائفہ اورعلماء کی یہ جماعت دین کی اوراسلام کی حفاظت کیلئے وہاں جاکر دین اسلام کی اشاعت کرے اورچینی مسلمانوں کونشاۃ ثانیہ نصیب ہوا،اوربہتر سے بہتر طریقے پر وہ مذہب اسلام پر کاربندرہ سکیں۔"

چینی وفد کے قائد جناب عبدالرحیم لتیب نے جواب تقریر میں حضرت کاشکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

"ہمیں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اورموجودہ تمام طلبہ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، دارالعلوم دیکھ کر ہم بہت متاثر ہوئے، ہم مولانا کی پرجوش دوستانہ تقریر کاشکریہ ادا کرتے ہیں،ہم آپ سے یہاں سیکھنے آئے ہیں،ہم مدرسہ دیکھیں گے، آپ کو دیکھیں گے اورآپ سے سیکھیں گے"۔

اس کے بعددارالعلوم کے تمام شعبہ جات کوتفصیل سے دیکھا،کتب خانہ میں کتابیں بالخصوص قدیم قلمی نسخے دیکھ کرخوشی اورمسرت کااظہار کرتے رہے، وفد نے حضرت مدظلہ کواپنے ملک چینی رسم الخط میں ایک قیمتی طغریٰ تحفۃً پیش کیا، جیسے دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں آویزاں کردیا گیا،چینی وفد کے قائد عبدالرحیم لتیب نے رائے بک میں اپنے تاثرات بھی قلمبند فرمائے۔

فاضل دیوبند عالم کی قابل رشک موت

تلہ گنگ پنجاب کے مولانا حافظ نورمحمد فاضل دیوبند جن کا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اوردارالعلوم سے حددرجہ گہرا پرخلوص اورعقیدت مندانہ تعلق تھا،عیدالاضحیٰ کے خطبہ کے دوران فکرآخرت اور تیاریٔ موت کے عنوان پر تقریر فرماتے ہوئے خود موت کیلئے تیار ہوگئے،اورنماز پڑھانے سے قبل اپنے خالق سے جاملے،انالله وانا الیه راجعون

مرحوم گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے،وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل ختم بخاری شریف کے موقع پر

تشریف لائے اور اس موقع پر کمال اصرار سے حضرت سے بیعت بھی ہوئے۔
دارالعلوم میں ان کی وفات پر مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔

دارالحفظ والتجوید کی انعامی تقریب

اکتوبر ۱۹۸۲ء: محرم کے آخری ہفتہ میں دارالحفظ والتجوید میں درجۂ حفظ وقرأت کے طلبہ کی تربیتی واصلاحی تقریب منعقد ہوئی، جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی اوراکابر اساتذہ کرام اورطلبہ نے شرکت کی ،طلبہ کے حفظ وقرأت تجوید،علمی مذاکروں ، اورعربی گفتگوں،اورتقاریرتمام حاضرین کے لئے حددرجہ دلچسپ اورموجب حیرت تھی،حضرت شیخ الحدیث نے اس درجہ کے اساتذہ کرام مولانا قاری محمدعبداللہ صاحب ، قاری محمد سلیمان صاحب،قاری جمیل الرحمٰن صاحب،اورقاری علی الرحمٰن صاحب کی حسن کارکردگی اورطلبہ کے ساتھ زبردست محنت پراطمینان کااظہارفرمایا،اوردل سے دعادی اس موقع پراعلیٰ درجہ پرفائز ہونے والے طلبہ کودارالعلوم کی طرف سے بطورانعام کتابیں دی گئیں۔

عطیہ کتب

علاقہ خٹک کی ایک معروف ادبی وعلمی شخصیت جناب محمدنواز خٹک شیدوحال صادق آبادمردان عرصہ سے علیل ہیں ، جو پشتوادب اورشعروشاعری کااعلیٰ ذوق رکھتے ہیں اورکئی کتابوں کے مصنف ہیں ، موصوف نے نادرکتابوں ، رسائل ومجلّات پرمشتمل اپنے کتب خانے کا ایک اہم حصہ دارالعلوم کے لئے وقف کردیاہے، جس میں مولانا آزادکی الہلال جیسی نایاب فائل بھی شامل ہے،موصوف کی خواہش پرخوداحقران کتابوں کی وصولی کیلئے ان کے دولت کدہ پرحاضرہوا،اورنہوں نے اپنے دل کے یہ سی پارے آئندہ کی حفاظت اورصدقہ جاریہ کے خیال سے میرے حوالہ کئے،اس علم دوستی کااللہ تعالیٰ خٹک صاحب کواجرعطافرمائیں۔

مولاناعبدالحلیم اورمولانامصطفیٰ حسن کی علالت

دارالعلوم کے ایک بزرگ استاد مولانا عبدالحلیم مردانی مدظلہ العالی استاد حدیث دارالعلوم حقانیہ بوجۂ علالت اوائل ذی الحجہ میں بعرض علاج کراچی تشریف لے گئے تھےاورتقریباً دوماہ وہیں ہسپتال میں زیر علاج رہے،اب واپس گھر تشریف لائے ہیں، اوردارالعلوم کے ایک دوسرے استاد مولانا مصطفیٰ حسن صاحب بھی عرصہ چارماہ سے صاحب فراش ہیں،معدے کاا پریشن زیرتجویز ہے۔

مجلس شوریٰ کی کمیٹی اجلاس میں شرکت کی مصروفیت

۱۳ تا ۱۶ نومبر: اسلامی نظام کے پیش رفت کے سلسلہ میں احقرنے وفاقی کونسل (مجلس شوریٰ) کے پہلے اجلاس میں جوقراردادیں پیش کی تھیں اس پرغورکرنے کیلئے قائم کی جانے والے کمیٹی کے اجلاسوں میں

شرکت کی ،اور۱۳ارنومبر سے ۱۶ارنومبر تک اسلام آباد میں اجلاسوں میں مصروف رہا۔

سہ ماہی امتحانات

صفر کے پہلے ہفتہ میں دارالعلوم حقانیہ کے سہ ماہی تحریری وتقریری امتحانات ہوئے جو ہفتہ بھر جاری رہے۔

مولانا مفتی محمد فرید صاحب کو صدمہ

۶رربیع الاول دسمبر۱۹۸۲ء: دارالعلوم حقانیہ کے استاد حدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب کی والدہ ماجدہ انتقال کرگئیں،دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ بڑی تعداد میں ان کے گاؤں زروبی پہنچے اور جنازہ میں شرکت کی، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی،مرحومہ نہایت صالحہ بزرگ معمر خاتون تھیں ، حضرت مفتی صاحب ملک سے وبیرون ملک بے شمار افراد نے اظہار تعزیت کیا،جس پر موصوف نے تمام حضرات کا دلی شکریہ ادا کیا ہے۔

مولانا عبیداللہ انور صاحب کی آمد

۲۶ردسمبر: حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب لاہوری اورمولانا محمد اجمل خان چونکہ پہلے سے دارالعلوم تشریف لائے ،دارالعلوم کووہ اپنی آمد کی اطلاع دے چکے تھے،اسلئے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم حد درجہ اشتیاق سے ان کی آمد کے منتظر تھے، ان کی تشریف آوری پر دارالعلوم کے اساتذہ اورطلباء نے ان کا زبردست اور پرجوش استقبال کیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا،اوران کی تشریف آوری کاشکریہ ادا کیا،اورحضرت لاہوری رحمہ اللہ کا دارالعلوم حقانیہ سے خصوصی سرپرستانہ تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے ایک مرتبہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنی ایک خاص مجلس میں فرمایا تھا کہ مجھے حضرت مدنی رحمہ اللہ کا پیغام ملا تھا کہ میں دارالعلوم حقانیہ کو دارالعلوم دیوبند سمجھتا ہوں۔اس کے بعد مولانا قاری محمد اجمل خان نے اپنے ولولہ انگیز خطاب سے سب کومحظوظ کیا، مولانا عبیداللہ انور صاحب نے اپنی پر اثر تقریر میں تحصیل علم کی ترغیب ، مقام علوم نبوت اورطلباء کوان کی موجودہ اورآئندہ ذمہ داریوں کااحساس دلایا،اس کے بعد دفتر اہتمام میں معزز مہمانوں کی ضیافت ہوئی،آغاز تقریب میں احقر نے معزز مہمانوں کواستقبالیہ کلمات کہے۔

وفیات

دسمبر۱۹۸۲ء: تعزیت ہمارے محبین مخلصین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب ، حضرت مولانا حافظ محمد نسیم صاحب ، فضلاء حقانیہ وصاحبزدگان حضرت علامہ قاضی عبدالکریم کلاچی ، ڈیرہ اسماعیل خان کی نانی طویل علالت کے بعد واصل بحق ہوئیں۔اسی طرح علاقہ چھچھ کے بقیۃ السلف عالم حضرت مولانا عبدالحکیم

صاحب حیدر کی صاحبزادی صاحبہ مختصر علالت کے بعد اچانک انتقال فرما گئیں۔

گوجرانوالہ کے حضرت مولانا عبدالواحد صاحب ایک مجاہد غیور اور درویش صفت عالم دین تھے، ان کی وفات سے ملت ایک ہمدرد وغم گسار ملک وملت سے محروم ہوگئی ہے۔

احقر کے ایک قریبی عزیز جناب خواجہ غلام فرید صاحب پشاور بھی بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمادے۔ آمین

1983 کی ڈائری

آہ استاذنا المکرّم مولانا عبدالحلیم زروبوی کی رحلت

تو آگہی کہ مرا از غروب این خورشید — چہ گنجہائے فراواں زیانِ جاں آمد

آہ کہ چمنستان علم وفضل اور گلستان قرآن وسنت کا سدا بہار گل سرسبد مرجھا گیا اور گلشن دین متین کا چہکتا ہوا عندلیب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہوگیا، دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث کے در ودیوار اس کی صدائے قال اللہ اور قال الرسول کیلئے ترستے رہ گئے، یعنی حضرت علامہ جامع المعقول والمنقول متکلم اسلام، شارح قرآن، ترجمان حدیث بقیۃ السلف حضرت الاستاد مولانا عبدالحلیم صاحب مردانی صدرالمدرسین دارالعلوم حقانیہ انتقال فرما گئے۔

۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ ۶ جنوری ۱۹۸۳: بروز جمعرات غروب شمس سے قبل (ساڑھے چار بجے) آسمان علم وہدایت کا یہ درخشندہ آفتاب غروب ہوگیا۔

ان کی وفات کی خبر دارالعلوم حقانیہ اور پورے علاقے میں بجلی کی طرح پھیل گئی، دارالعلوم حقانیہ سے اساتذہ اور طلباء بسوں اور کاروں کے ذریعہ زروبی تحصیل صوابی روانہ ہوئے، دور دراز سے ہزاروں عقیدت مند اہل علم وفضل، متعلقین، اور عام مسلمانوں کا ایک سیلاب تھا، جو اس گاؤں کی جانب امڈ آیا، نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھائی، اور بعد از نماز مرحوم کے مناقب علمی انہماک اور پاکیزہ زندگی اور ان کی ولولہ انگیز جرأت وشجاعت کو خراج تحسین پیش کیا۔

تدفین کے بعد میں نے اپنے خطاب میں حضرت صدر صاحب مرحوم کی دارالعلوم سے تازیست وابستگی کو سراہا، اور پسماندگان کو صبر کی تقلین کی، ۹ رجنوری کو دارالعلوم کے دارالحدیث میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جسمیں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء نے خطاب کیا، اس روز دارالعلوم کے تمام شعبوں میں ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی ہوتی رہی اور عام تعطیل رہی۔

افغان مجاہدین کی تعزیت کیلئے آمد

افغان مجاہدین کی کئی اہم جماعتوں کی مرکزی قیادت اور ذمہ دار افراد پر مشتمل وفود مولانا عبدالحلیم مرحوم کی تعزیت کے سلسلہ میں دارالعلوم تشریف لائے،ان وفود میں مشائخ،علماء اور کئی حقانیہ کے فضلاء شامل تھے،دفتر اہتمام میں ان کی ضیافت ہوئی، جہاد افغانستان اور موجودہ صورت حال،سے متعلق حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ان وفود نے تبادلۂ خیال کیا، اوراہم مشورے دیئے اور دعائیں لیں ، وفود قائدین نے اظہار خیال کے دوران جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کے مجاہدین فضلاء کے کردار کوزبردست خراج تحسین پیش کیا،ان حضرات کے علاوہ اور بھی ملک کے بے شمار اہل علم فضلاء اوراہل درد مسلمان تعزیت کے لئے تشریف لائے اور تعزیتی پیغامات بھی بھیجے۔

جامعۃ الازہراورقاہرہ یونیورسٹی کے وائس چانسلروں کی آمد

۲۱رفروری ۱۹۸۳ء: جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر الشیخ محمد طیب النجار اور قاہرہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر الشیخ حسین حمدی ابراہیم اوراسلام آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ حسن حامد دارالعلوم حقانیہ اپنے تعارفی ومطالعاتی پروگرام پرتشریف لائے۔اساتذہ اورطلبہ نے دورویہ قطاریں بنا کر معزز مہمانوں کا پرجوش خیرم مقدم کیا اتفاق سے دارالعلوم کے ششماہی امتحانات شروع ہوچکے تھے،اور جن طلبہ کا اس روز پرچہ تھاوہ امتحان گاہوں میں اساتذہ کی زیرنگرانی مصروف کار تھے،مہمانوں نے آتے ہی سب سے پہلے امتحان گاہوں کا معائنہ کیا، پرچہ سوالات اوران کے جوابات دیکھ کر حد درجہ مسرت کا اظہار کیا،اسکے علاوہ دارالعلوم کے مختلف شعبوں، کتب خانہ، الحق،مؤتمر المصنفین اور شعبہ دارالتصنیف تشریف لائے اور ہر جگہ ایک خاص حظ محسوس کیا، پھر بعض دارالاقاموں (طلبہ کے ہاسٹلوں) کا معائنہ کرتے ہوئے جب تعلیم القرآن حقانیہ مڈل سکول پہنچے تو طلباء نے پھولوں کے گلدستوں ، پرجوش نعروں اورعربی مکالموں سے معزز مہمانوں کا زبردست استقبال کیا،اس کے بعد مہمان دارالحفظ والتجوید تشریف لے گئے،وہاں طلبہ کی تعلیمی استعداد، تربیتی صلاحیت حفظ وقراءت،عربی مکالمے اوراستقبالیہ میں طلبہ کی اثر انگریز عربی تقاریر سن کر حیرت میں ڈوب کے رہ گئے اور جب ایک طالب علم نے حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کلمات رنج وغم اور تعزیتی حدیث یاد سے پڑھ کر سنائی تو سب کی آنکھیں پرنم اوراشکبار تھیں۔

دورہ حدیث کے طلبہ کے ہاسٹلوں کا معائنہ کرتے ہوئے،دارالحدیث پہنچے جہاں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ پہلے سے ان کے منتظر تھے،حضرت شیخ الحدیث سے پرتپاک معانقہ اور مصافحہ کیا،اس دوران اساتذہ اورطلبہ دارالحدیث پہنچ چکے تھے،حضرت شیخ الحدیث کی جانب سے مولانا انوارالحق صاحب نے مہمانوں کی خدمت میں خطبۂ استقبالیہ پیش کیا، اور مولانا غلام الرحمٰن صاحب مدرس دارالعلوم نے تعارفی

کلمات کہے ،اس کے بعد جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر الشیخ محمد طیب النجار نے مفصل خطاب کیا، انہوں نے اپنی تقریر میں دارالعلوم حقانیہ، اس کے تعلیمی اورروحانی ماحول ،تعلیم وتربیت اور جہاد افغانستان میں زبردست کردار کے پیش نظر اسے " الازهر القديم "قرار دیا، اس تقریب کے بعد دفتر اہتمام میں معزز مہمانوں کوضیافت دی گئی، جہاں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث سے تبادلۂ خیالات بھی کیا، رخصت ہوتے وقت انہوں نے حضرت شیخ کا شکریہ ادا کیا،اوردیر تک آپ کی پیشانی کو بوسے دیتے رہے۔

مولانا مصطفیٰ حسن کا انتقال

ماہ رواں جمادی الاول ۱۴۰۳ھ کی تیرہ تاریخ مطابق ۲۷،فروری ۱۹۸۳ کودارالعلوم حقانیہ ایک اور بڑے صدمہ سے دوچار ہوا، ابھی حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم مردانی قدس سرہ کا غم تازہ تھا، کہ دارالعلوم کے ایک جیداورممتاز استاد حضرت مولانا مصطفیٰ حسن نے داعی اجل کو لبیک کہا مولانا مرحوم ابھی کہولت کی سرحدکو پارنہیں کرپائے تھے، کہ خالق حقیقی کا بلاوا آیا،اوروہ علم ودین کی محفلوں کوافسردہ چھوڑ کر چلے گئے ، پاکستان میں دینی علوم کی تکمیل کے بعد وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ گئے اوروہاں سے فراغت علوم کی ڈگری پائی ،فراغت کے بعدسعودی عرب کے ادارۂ افتاء وارشاد نے شوال ۱۴۰۰ھ میں آپ کی تقرری دارالعلوم حقانیہ میں کرائی ، اوراسی ادارہ کی طرف سے آپ بطورمبعوث استاد کے فرائض انجام دیتے رہے، پچھلے سال یکا یک معدہ کی بیماری نے آپکوگھیرلیابہت علاج کیا گیالیکن صحت نہ ہوئی ۔۱۳ر جمادی الاول کورحلت فرماگئے،حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی آبائی گاؤں حمید ضلع اٹک میں سپرد خاک کیا گیا۔فرحمه الله وارضاه

جامعۃ ام القریٰ مکہ کا علمی عطیہ

مارچ کے اوائل میں جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرّمۃ زادھااللہ شرفا کی جانب سے دارالعلوم حقانیہ کی لائبریری کیلئے مختلف موضوعات پرجدید وقدیم کتابوں کاایک گراں قدرعطیہ موصول ہوا،مولانا عبدالسبوح صاحب القاسمی لائبریرین خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں، ان شاء اللہ دارالعلوم حقانیہ اوراس کا وسیع علمی حلقہ ان نایاب علمی خزانوں سے فیض یاب ہوگا۔

ایک وقیع کتب خانہ کا دارالعلوم کیلئے وقف ہونا

حسن ابدال کے ایک بزرگ اورممتاز عالم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب آگروری مرحوم جواکابر واجلہ علماء دیوبند اورحضرت شیخ الہند قدس سرہ سے تلمذ رکھتے تھے، ان کے ہاں علوم کتاب وسنت و فقہ کاایک شاندار علمی کتب خانہ تھا،جن میں بعض نادر علمی مخطوطات بھی شامل ہیں،مولانا مرحوم کی بیوہ محترمہ

نے یہ وقیع علمی کتب خانہ دارالعلوم کو وقف فرمادیا ہے اور اسی طرح الحمد للہ کہ ایک بقیۃ السلف عالم دین کی عمر بھر کا حاصل یہ کتب خانہ ضائع ہونے سے بچ کر دارالعلوم میں محفوظ کردیا گیا ہے۔

مولانا عنایت اللہ ابلاغ، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا محمد اشرف کی تشریف آوری

مارچ کے پہلے ہفتہ میں جناب عنایت اللہ ابلاغ صاحب جو جامعۃ الازہر کے فاضل اور افغانستان کی سپریم کورٹ کے جج رہ چکے ہیں کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور اب افغان مہاجر ہیں، دارالعلوم تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی، اہم علمی مباحث پر تبادلۂ خیال کیا، نیز حضرت اقدس کو اپنی ایک گراں قدر تصنیف ''سیرت امام اعظم رحمہ اللہ'' مطبوعہ مصر بطور ہدیہ پیش کی۔

۱۴؍مارچ : مولانا غلام مصطفیٰ صاحب دارالعلوم عثمانیہ لاہور علماء اور فضلاء کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں قرآن مجید کا دوسوگیارہ سالہ قدیم نسخہ جو مولانا محمد غوث پشاوری ۱۲۱۳ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، کی مطبوعہ عکسی کاپی پیش کی۔

۱۷؍مارچ: مولانا محمد اشرف خان سلیمانی صاحب پروفیسر پشاور یونیورسٹی تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ان کے بیٹھک پر اور احقر سے دارالعلوم حقانیہ میں ملاقات کی، اور حقائق السنن شرح اردو جامع السنن للترمذی (حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی آمالی ترمذی) کی ترتیب وتخریج پر حد درجہ مسرت اور ان کی جلد از جلد اشاعت کا نہایت ہی مشتاقانہ اظہار فرمایا۔

تبلیغی جماعتوں کی آمد

اس ماہ بھی حسب سابق کئی تبلیغی جماعتیں تشریف لائیں کراچی سے کالج کے طلباء کی ایک تبلیغی جماعت کے ہمراہ جناب محمد اسماعیل صاحب پٹیل (جو راندھیر نزد ڈابھیل کے رہنے والے ہیں، اور بیرون ملک بھی کئی تبلیغی دورے کرچکے ہیں) بھی تشریف لائے، انہوں نے دفتر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بیرون ملک تبلیغی جماعتوں کے مساعی کارکردگی، انگلینڈ میں تیزی سے اسلام کی اشاعت اور وہاں کے لوگوں میں اسلام کیلئے طلب وتڑپ کا تذکرہ فرمایا۔

افغان مجاہدین کے وفود

اس ماہ بھی جہاد افغانستان کے زعماء اور قائدین کے کئی وفود دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، جو اس وقت محاذ جنگ میں دشمن سے برسرپیکار ہیں، حضرت اقدس سے ملاقات کی اور کئی اہم امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

ایرانی زعماء اور سفیر کی آمد

۱۲؍فروری: کو ایرانی علماء اور سکالروں کا ایک وفد دارالعلوم حقانیہ تشریف لایا، جس میں ایرانی پارلیمنٹ کے ممبر جناب استاد دکتور حسن روحانی جناب استاد سید رضا نقوی صاحب، مولانا شہداد صاحب قاضی اہل

السنۃ بلوچستان کے علاوہ پاکستان کیلئے ایرانی سفیر جناب ابوشریف صاحب بھی شریک تھے،انہوں نے اپنے خطاب میں جہاد افغانستان سے متعلق دارالعلوم حقانیہ اوراس کے فضلاء کے کردار کوسراہا، دارالعلوم کے مختلف احاطوں ، طلبہ کے ہاسٹلوں، دارالحفظ ، دارالتجوید اور کتب خانہ کا معائنہ کیا، دارالحدیث میں ہونے والے درس حدیث میں بھی کچھ دیر ان مہمانوں نے شرکت کی، بعد میں دفتر اہتمام میں انہیں ضیافت دی گئی، جہاں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

اس وفد میں ایرانی بلوچستان کے اہل السنۃ کے قاضی جناب مولانا شہداد صاحب دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے شرفِ تلمذ حاصل کر چکے تھے، مدتوں بعد اپنے شیخ سے مل کر انہوں نے بے حد خوشیوں کا اظہار کیا، کتاب ''کتاب الاراء'' میں مہمانوں نے اپنے وقیع تاثرات بھی قلم بند کیے۔

جناب نواز خان خٹک شیدو اور مولانا دوست محمد فاضل سہانپور کی رحلتیں

دارالعلوم حقانیہ کے ایک مخلص اور علمی وادبی شخصیت جناب محمد نواز خان خٹک کا انتقال ہوا، مرحوم نے وفات سے قبل اپنے کتب خانہ کا ایک بڑا حصہ دارالعلوم حقانیہ کی لائبریری کے لئے عطا فرمایا تھا، اور بقیہ حصہ بھی دارالعلوم کے کتب خانہ میں شامل کرنا چاہتے تھے، کہ اچانک اس دارفانی سے دارالبقاء کو انتقال کر گئے ،نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھائی ،اوراپنے آبائی گاؤں شیدو میں مدفون ہوئے ، مرحوم کئی کتابوں کے مصنف تھے۔اسی طرح ایک اور خصوصی تعلق رکھنے والے بزرگ عالم حضرت مولانا دوست محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم سہانپور کا مردان کے قریب اپنے گاؤں میں انتقال ہوگیا،ان کے برادران اوراہل خاندان کے علاوہ کئی صاحب زادوں مولانا خلیل احمد صاحب وغیرہ نے بھی دارالعلوم میں تعلیم پائی ، مولانا سمیع الحق صاحب تعزیت کیلئے ان کے گاؤں محبت آباد (تمبولک) گئے اورتعزیتی خطاب کیا۔

تقریب نکاح فرزندِ مولانا عبدالسبوح قاسمی میں شرکت

نماز جمعہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا عبدالسبوح قاسمی فاضل لائبریرین جامع ام القریٰ مکہ مکرمہ کے صاحبزادے محمد فواد کے عقد نکاح پڑھانے پشاور تشریف لے گئے، موصوف نے مکۃ المکرّمۃ سے حضرت اقدس کی شرکت کی خواہش ظاہر کررہے تھے۔

مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کی تعزیت

اس تقریب نکاح میں شرکت کے بعد حضرت مدظلہ سرحد کے ممتاز معمر اور بزرگ عالم مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی مرحوم (خطیب مسجد قاسم علی خان) جواسی دن انتقال فرما گئے تھے، کی تعزیت کیلئے ان کے گھر تشریف لے گئے اورلواحقین سے اظہار تعزیت کیا، دارالعلوم میں بھی مرحوم کے رفع درجات کیلئے دعائیں کی گئیں، شام کو حضرت واپس ہوئے۔